www.KitaboSunnat.com

دار الافتاء

امام ابن قدامہ مقدسی

تحقیق و ترجمہ : غازی عزیر

غناء اور سماع

[اہل تصوف کے نزدیک غناء (قوالی) رقص، تواجد، دف بجانا، مزامیر سننا، ذکر وتہلیل کے نام پر اصوات منکرہ بلند کرنا اور پھر یہ دعویٰ کرنا کہ یہ تمام اشیاء قرب الٰہی کی انواع سے ہیں، بہت عام ہے۔ ان تمام امور کے متعلق شیخ الاسلام امام المجتہد علامہ موفق الدین ابی محمد عبداللہ ابن احمد بن محمد المقدسی الدمشقی الحنبلی رحمہ اللہ (م ۶۲۰ھ) المعروف بابن قدامہ مقدسیؒ کا ایک وقیع فتویٰ مختصر کتابچہ کی شکل میں استاذ زہیر الشاویش حفظہ اللہ (صاحب المکتب الاسلامی بدمشق) کی کوشش سے ۱۹۸۳ء میں بار سوم طبع ہوا تھا۔ اگرچہ اس سے قبل ان امور سے متعلق ہمارے بیشتر اکابرین اور علمائے حق زور قلم صرف کر چکے ہیں، بالخصوص امام حافظ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی الحنبلیؒ نے (م ۵۹۷ھ) "تلبیس ابلیس" اور "ذم الھویٰ" میں، امام ابن تیمیہؒ نے اپنے "فتاویٰ" میں، امام ابن القیم الجوزیہؒ نے "اغاثۃ اللھفان فی مکاید الشیطان" میں امام ابن حجر عسقلانیؒ نے "کف الرعاع" میں اور ابن ابی الدنیاؒ نے "ذم الملاھی" وغیرہ میں ان امور پر اس قدر سیر حاصل بحث و جرح کی ہے کہ مزید کچھ لکھنے کی حاجت باقی نظر نہیں آتی، فجزاھم اللہ۔ مگر چونکہ راقم اسلاف و اکابرین ملت کی دینی خدمات اور ان کے آثارِ مبارکہ سے عام مسلمانوں کو متعارف کرانا اپنے لیے باعثِ سعادت تصور کرتا ہے، لہٰذا ذیل میں علامہ ابن قدامہ مقدسیؒ، کہ جن کی شخصیت علم دین سے واقفیت رکھنے والے کسی شخص کے لیے محتاج تعارف نہیں ہے، کے اس اہم فتویٰ کو اردو قالب میں ڈھال کر مختصر تخریج و تحقیق کے ساتھ استفادۂ عام کی خاطر پیش کیا جاتا ہے ۔۔۔ (مترجم)]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ :

سوال :

کیا فرماتے ہیں فقہائے کرام، اَحْسَنَ اللّٰهُ تَوْفِيْقَهُمْ، اس شخص کے بارے میں جو دف[1]، شبابہ[2] اور غناء[3] کو سنتا، تواجد[4] اور رقص کرتا ہے؟ کیا یہ تمام چیزیں شرعاً جائز ہیں؟ ایسا کرنے والا شخص یہ اعتقاد بھی رکھتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے، اور اس کا یہ سماع، تواجد اور رقص صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے؟ کن حالات میں دف بجانا جائز ہے؟ کیا اس کا جواز مطلق ہے یا صرف مخصوص حالات میں اس کی اجازت ہے؟ نیز کیا اماکن شریفہ مثلاً مساجد وغیرہ میں اشعار کا الحان یعنی راگ کے ساتھ گانا اور سننا جائز ہے؟ اس سلسلہ میں فتویٰ عنایت فرما کر ماجور ہوں، رَحِمَكُمُ اللّٰهُ۔

الجواب وباللہ التوفیق :

ایسا کرنے والا شخص خطاکار اور ساقط المروت ہے۔ جو شخص ہمیشہ اس فعل کو کرتا ہو، شریعت میں اس کی شہادت مردود اور اس کا قول غیر مقبول ہے۔ اور اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے سلسلہ میں اس کی کوئی روایت قبول نہ کی جائے، نہ ہلال رمضان کی رؤیت کے سلسلہ میں اس کی شہادت قابل قبول ہے اور نہ ہی دین کے معاملہ میں اس کی کوئی خبر۔

جہاں تک اس کی اللہ عزّ وجل کے ساتھ محبت کے اعتقاد کا تعلق ہے، تو یہ بعید از امکان نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وہ ان امور کے علاوہ بعض دوسری باتوں میں اللہ کا مطیع فرمان ہو،

---

[1] دف موسیقی کا وہ آلہ ہے جو عموماً گول چھبہ نما ہوتا ہے، اور اس کے ایک طرف باریک جلد چڑھی ہوتی ہے۔

[2] شبابہ موسیقی کا وہ آلہ ہے جو مزامیر کی قسم سے ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ اس کی تاثیر بتائی جاتی ہے یعنی اس کی آواز شہوت نفس کو شباب پر پہنچا دیتی ہے [3] غناء کسی نظم کے اشعار کو راگنی کے ساتھ گانے کو کہتے ہیں۔ موجودہ دور میں اس کی ایک شکل قوالی بھی ہے۔

[4] تواجد یعنی وجد میں آکر جھومنے لگنا، یہ کثرتِ طرب کی وجہ سے ہوتا ہے، بعض لوگ اسے حال آنا بھی کہتے ہیں صوفیاء اس اصطلاح کا استعمال وجود کے معنی میں کرتے ہیں، یعنی جب اللہ تعالیٰ انسان کے کم ظرف جسم میں حلول کر لیتا ہے تو وہ مستی میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس خلافِ شریعت مقام کے علاوہ اُس کے دوسرے اعمالِ صالحہ بھی ہوں جن کے باعث وہ اپنے محب اللہ ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو، اور اُس کے اِس فعل کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو۔ مگر جہاں تک ان مسئولہ امور کا تعلق ہے تو بلاشبہ یہ معصیت اور لہو ولعب کی چیزیں ہیں جن کی اللہ تعالیٰ[۵] اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم[۶] نے مذمت فرمائی ہے۔ علماء نے ان افعال کو مکروہ جانا، ان کا نام بدعت رکھا، اور ان کے ارتکاب سے منع فرمایا ہے۔

۵ە چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے: "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ" (سورہ لقمٰن ۶) ترجمہ: اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی باتوں کے خریدار بنتے ہیں تاکہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے بھٹکا دیں اور اسے ہنسی بنائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے" اس آیت کی تفسیر میں علامہ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: "یہاں ان بدبختوں کا ذکر ہو رہا ہے جو کلام اللہ کو سن کر نفع حاصل کرنے سے باز رہتے ہیں، اور بجائے اس کے غناء، مزامیر اور آلاتِ طرب (یعنی گانے باجے اور ڈھول تاشے) سنتے ہیں۔ چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قسم خدا کی اس سے مراد گانا اور راگ ہے۔ ابن جریرؒ کی ایک روایت میں ہے کہ آپؓ سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو آپؓ نے تین دفعہ قسم کھا کر فرمایا اس سے مراد غناء یعنی گانا اور راگ راگنیاں ہیں۔ حضرت ابن عباس، جابر بن عبداللہ، عکرمہ، سعید بن جبیر، مجاہد، مکحول، عمرو بن شعیب، علی ابن بذیمہ، قتادہ اور ابراہیم نخعی وغیرہ رحمہم اللہ نے بھی "لہو الحدیث" کے معنی غناء ہی بتائے ہیں۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں: یہ آیت غناء اور مزامیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ قتادہؒ فرماتے ہیں: اس سے مراد صرف وہی لوگ نہیں ہیں جو اس لہو ولعب کے لیے پیسے خرچ کرتے ہیں بلکہ یہاں خریدنے سے مراد محبوب رکھنا اور پسند کرنا ہے۔ انسان کو یہی گمراہی کافی ہے کہ وہ باطل بات کو حق پر پسند کرے اور نقصان کی چیز کو نفع کی بات پر مقدم کرے الخ" تفصیل کے لیے تفسیر ابن جریرؒ، تفسیر ابن کثیرؒ ج ۳ ص ۴۴۲، تلبیس ابلیس للامام ابن الجوزیؒ مترجم ص ۳۰۱ اور عون المعبود للشیخ شمس الحق عظیم آبادی جلد ۴ ص ۴۳۲ وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

۶ە غناء اور آلاتِ ملاہی کی مذمت میں بہت سی احادیث وارد ہیں جن میں سے چند یہاں پیش کی جاتی ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوبَةَ وَالْغُبَيْرَاءَ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ" (مسند احمد) یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب، میسر، کوبہ، غبیراء اور تمام نشہ آور چیزیں حرام ٹھہرائی ہیں۔ اور عن (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی شخص ان معاصی کے ذریعہ اللہ سبحانہ' کا تقرب ہرگز حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی ان امور کا ارتکاب کر کے اس کا مطیع و فرمانبردار ہو سکتا ہے۔ جس شخص نے اپنے معاصی (گناہوں) کو اللہ سبحانہ' کی طرف اپنا وسیلہ بنایا تو اللہ تعالیٰ سے بُعد ہی اس کا مقدر ہے۔ نیز جس نے لہو ولعب کو دین کے طور پر اپنایا تو اس کی یہ کوشش فساد فی الارض کے مشابہ قرار پائے گی۔ اگر کوئی شخص اللہ سبحانہ' سے وصل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے علاوہ کسی اور طریقہ سے طلب کرے تو وہ ہرگز اپنی مراد تک نہیں پہنچ سکتا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ عَامِرٍ اَوْ اَبُوْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیُّ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "لَیَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ یَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ وَالْحَرِیْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ" (بخاری کتاب الاشربہ) یعنی میری امت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو فرج، ریشم، شراب اور معازف کو حلال کر لیں گے۔ اور عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِیَ الْخَمْرَ یُسَمُّوْنَهَا بِغَیْرِ اسْمِهَا یُعْزَفُ عَلٰی رُؤُسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمُغَنِّیَاتِ یَخْسِفُ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ وَیَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِیْرَ" (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن وصححہ ابن القیمؒ) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَتٰی ذٰلِكَ قَالَ اِذَا ظَهَرَتِ الْقِیَانُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ" (جامع الترمذی وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ رَحْمَةً وَهُدًی لِلْعٰلَمِیْنَ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَمْحَقَ الْمَزَامِیْرَ وَالْكِبَارَاتِ یَعْنِی الْبَرَابِطَ وَالْمَعَازِفَ وَالْاَوْثَانَ الَّتِیْ كَانَتْ تُعْبَدُ فِی الْجَاهِلِیَّةِ" (مسند احمدؒ وَلٰكِنْ اِسْنَادُهٗ ضَعِیْفٌ) مندرجہ بالا احادیث میں "معازف" سے مراد آلات لہو میں سے ایک آلہ ہے، بعض لوگوں کا قول ہے کہ معازف ملاہی کی آواز کو کہتے ہیں۔ قرطبیؒ نے جوہریؒ سے نقل کیا ہے کہ معازف سے مراد غناء ہے، اور حواشی الدمیاطی میں ہے کہ معازف دفوف وغیرہ کو بولتے ہیں جنہیں بجایا جاتا ہے اور اس کا تعلق غناء سے ہے۔ اسی طرح "کوبہ" طبل کو کہتے ہیں جیسا کہ ابن عباسؓ کی بیہقی والی حدیث میں مروی ہے۔ "غبیرا" کے متعلق علماء کے درمیان اختلاف ہے بعض اسے طنبور، بعض عود، بعض بربط بتاتے ہیں لیکن ابن عربیؒ کا قول ہے کہ "کوبہ" نرد کو بولتے ہیں (تفصیل کے لیے عون المعبود للعظیم آبادیؒ ج ۳ ص ۲۳۶ ملاحظہ فرمائیں)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر الاثرمؒ نے روایت کی ہے کہ میں نے ابوعبداللہ یعنی امام احمد بن حنبلؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "تغبیر[۶] محدث ہے۔" اور ابوالحارثؒ کا قول ہے: "میں نے ابوعبداللہؒ سے تغبیر کے متعلق سوال کیا اور بتایا کہ یہ دلوں پر رقت طاری کرتا ہے تو آں رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ بدعت ہے[۷]۔" بعض اور علماء نے بھی روایت کی ہے کہ آں رحمہ اللہ نے اس کی کراہت بیان کی ہے اور اس کے سماع سے منع فرمایا ہے۔

حسن بن عبدالعزیز الجرویؒ فرماتے ہیں کہ "میں نے محمد بن ادریس شافعیؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے عراق میں ایک ایسی چیز چھوڑی ہے جس کا نام انھوں نے تغبیر رکھا ہے، اس کو زندیقوں نے ایجاد کیا ہے۔ اس کی مدد سے وہ لوگوں کو قرآن سننے سے باز رکھتے ہیں[۹]۔"

یزید بن ھارونؒ کا قول ہے: "فاسقوں کے علاوہ کوئی تغبیر نہیں کیا کرتا۔ (اسلام میں) تغبیر کب ہے؟"

عبداللہ بن داؤدؒ فرماتے ہیں:

"میری رائے میں صاحب تغبیر کو پیٹا جائے۔"

تغبیر: سماع کا دوسرا نام ہے، ائمہ نے اس کی کراہت بیان فرمائی ہے جیساکہ اوپر آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ ان ائمہ کرام نے اس سماع کے ساتھ دوسری اشیائے مکروھات مثلاً دف اور شبابہ وغیرہ کا ذکر نہیں کیا ہے پس اگر یہ چیزیں بھی اس سماع میں شامل ہو جائیں تو ان کو دین کے طور پر کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ ایسا کرنے والوں کی مثال تو بالکل ویسی ہی ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً[۱۰]"

"ان کی نماز خانہ کعبہ کے پاس صرف یہ تھی کہ سیٹیاں اور تالیاں بجانا۔"

بعض علماء فرماتے ہیں کہ "مکاء" اور "تصفیر" سیٹی بجانے کو اور "تصدیۃ"

---

[۶] تغبیر اور مغبرہ صوفیاء کی مخصوص اصطلاح ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ صوفیاء اللہ تعالیٰ کے ذکر و تہلیل کے لیے مختلف النوع آوازیں بلند کرتے ہیں مثلاً ہو حق، حق یا ہو، بے شک یا ہو وغیرہ کی ضربیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ صوفیاء اس غابرہ کی وجہ سے انسانوں کو رغبت دلاتے ہیں حالانکہ انسانوں کو آخرت کی ترغیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسنون طریقہ کے مطابق آپ کے وعظ و ارشادات اور رقائق جامع کے ذریعہ دلانی چاہیے۔

[۷] کذا فی تلبیس ابلیس لابن الجوزیؒ مترجم ص ۲۹۸ [۹] ایضاً ص ۲۹۹ [۱۰] سورہ الانفال ۔ ۳۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تصفیق" تالی بجانے کو کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے:

"وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا"[1]

"اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کشی کرلو جنہوں نے اپنے دین کو لھوو لعب بنا رکھا ہے اور دنیوی زندگی نے ان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے"

یہ معلوم بات ہے کہ اللہ سبحانہٗ تک پہنچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے، یعنی وہ جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تک پہنچائی ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ھادی، مبین، بشیر اور نذیر بنا کر مبعوث فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ نے تمام امت کو آپؐ کی اتباع کا حکم فرمایا ہے، آپؐ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ جوڑا اور آپؐ کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی قرار دیا ہے، نیز آپؐ کی اتباع کو اپنی محبت کی دلیل بتایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

"مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ"[2]

"جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی"

اور

"وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا"[3]

"اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو گنجائش نہیں ہے جب کہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیں کہ پھر ان کو ان کے اس کام میں کوئی اختیار باقی ہو اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا وہ صریح گمراہی میں جا پڑا"

اور

"اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ"[4]

"اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری اتباع کرو، خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا"

[1] سورہ انعام۔ ۷۰ [2] سورہ نساء۔ ۸۰ [3] سورہ احزاب۔ ۳۶ [4] سورہ آل عمران۔ ۳۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے انتہائی شفیق، ان کی ہدایت کے شدید خواہاں اور ان کے ساتھ بے حد رحم دل تھے۔ پس آپ نے کوئی ایسا طریقہ نہیں چھوڑا جو امت کے لیے سچائی کی طرف ہدایت کرنے والا ہو بلکہ ایسی تمام باتوں کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے مشروع فرمایا، اپنے قول و فعل سے اس کی طرف رہنمائی فرمائی۔ اسی طرح آپؐ کے صحابہؓ خیر اور اطاعت کے شدید طالب تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے خصالِ خیر میں سے کوئی ایک خصلت بھی ترک نہیں کرتے تھے بلکہ اس کے کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ میں سے کسی سے منقول نہیں ہے کہ انھوں نے اس طریقہ کو کبھی اختیار کیا ہو یا اللہ سبحانہ کے تقرب کی خاطر محفل سماع منعقد کی ہوں اور ان میں شب بیداری کی ہو، اور نہ ہی ان حضرات میں سے کسی نے یہ فرمایا کہ "جس نے رقص کیا اس کے لیے ایسا اور ویسا اجر ہے" اور نہ ہی یہ فرمایا: "غنا دل میں ایمان کو اگاتا اور پروان چڑھاتا ہے" اور نہ کبھی شبابہ وغیرہ سننے کی خواہش ظاہر کی، نہ اس کی تحسین فرمائی اور نہ ہی اس کے استماع کو باعث اجر قرار دیا تو ایسی کسی چیز کا آپؐ یا آپؐ کے اصحاب سے منقول نہ ہونا بلا وجہ اور بلا مقصد نہیں ہے۔ اگر اس بات کو صحیح تسلیم کیا جائے تو لازم آتا ہے کہ ان افعال کے ذریعہ اللہ سبحانہ کی قربت ممکن نہ ہو، اور یہ وہ راستہ ہو جو سرے سے اس کی جانب پہنچتا ہی نہ ہو۔ لہٰذا امکانات میں سے اب صرف ایک ہی چیز باقی رہ جاتی ہے۔ یعنی یہ افعال "شر الامور" میں سے ہوں کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"خَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا"[۵] — "بہترین ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے اور شر الامور اس میں نئی باتیں پیدا کرنا ہے"

چونکہ ان امور کا تعلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پُر ہدایت طریقہ اور آپؐ کی سنت سے نہیں ہے، لہٰذا ان کو "شر الامور" ہی کہا جا سکتا ہے۔ دین میں ہر نئی بات پیدا کرنے کے متعلق ایک اور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے:

"كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ" — "دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے، اور ہر

۵؎ یہ متفق علیہ حدیث کا ایک قطعہ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ۔ [۲۶] بدعت گمراہی ہے۔"

ائمہ کرام نے ان افعال کو اسی باعث "بدعت" سے تعبیر کیا ہے، جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔

مسموعات دف وشبابہ اور سماع غناء وغیرہ میں سے ہر ایک کی تفصیل آگے انشاء اللہ علیحدہ علیحدہ بیان کی جائے گی، اگرچہ یہ تمام چیزیں مجموعی اعتبار سے لہو ولعب ہی ہیں، جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ پس جس نے ان کو اپنی عادت بنایا اپنے اس فعل کی تشہیر کی یا اس کو سنا، یا اس کے مواضع اور محافل کا قصد کیا وہ ساقط المروت ہے، امور شریعت میں اس کی شہادت قابل قبول نہیں ہے، نیز اس کا شمار اہل عدالت سے خارج ہے، اور یہی حال تمام رقاص [۲۷] کا بھی ہے۔

---

[۲۶] یہ ایک صحیح حدیث کا قطعہ ہے جسے امام احمدؒ، ابو داؤدؒ، ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ مکمل حوالہ جات انشاء اللہ آگے پیش کیے جائیں گے۔ [۲۷] اہل تصوف راگ وقوالی سن کر اس قدر سرور میں آتے ہیں کہ ان میں سے کچھ پر "وجد" اور "حال" کا ہذیانی دورہ پڑ جاتا ہے، اور کچھ اٹھ کر ناچنے لگتے ہیں۔ علامہ ابن الجوزیؒ ان رقاص کے متعلق فرماتے ہیں: "پھر جب ان کو کامل سرور ہوتا ہے تو رقص کرتے ہیں" (تلبیس ابلیس مترجم ص۳۲۶) اور "جب کہ صوفیہ میں بحالت رقص خوب طرب قرار پکڑتا ہے ان میں سے ایک کسی بیٹھے ہوئے کو کھینچ لیتا ہے کہ اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو اور ان کے مذہب میں یہ بات جائز نہیں کہ جس کو کھینچا جائے وہ بیٹھا رہے۔ جب وہ کھڑا ہوتا ہے تو اس کی پیروی کی وجہ سے باقی لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔" (ایضاً ص۳۲۸) نیز فرماتے ہیں: بعض مشائخ نے مجھ کو غزالیؒ سے خبر پہنچائی ہے کہ انھوں نے کہا رقص ایک حماقت ہے دونوں شانوں میں جو بغیر تھکن کے زائل نہیں ہوتی۔ ابن عقیلؒ نے کہا کہ قرآن میں قطعی طور پر رقص سے ممانعت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا یعنی زمین پر خوش ہوتا ہوا اکڑ کر نہ چل۔ اللہ تعالیٰ نے مختال یعنی اترا کر چلنے والے کی مذمت فرمائی اور رقص نہایت ہی خوشی اور اترانا ہوتا ہے ...... کیا تم پسند کرتے ہو کہ جس شخص کے سامنے موت اور سوال قبر اور حشر اور صراط ہوں پھر اس کا ٹھکانا بہشت و دوزخ میں سے کوئی ایک جگہ ہو وہ رقص سے یوں اچھلے کودے جیسے چوپائے اچھلتے ہیں الخ۔" (ایضاً ص۳۲۷) صوفیاء کے وجد وحال کے متعلق آں رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: "جب یہ لوگ راگ سنتے ہیں تو وجد کرتے ہیں، تالیاں بجاتے ہیں، شور مچاتے ہیں اور کپڑے پھاڑتے ہیں، حالانکہ یہ سب ان کو ابلیس نے فریب دیا ہے، اور اپنا حیلہ کہاں کو پہنچا دیا ہے۔" (ایضاً ص۳۲۰) اور "پھر جب اہل تصوف راگ سن کر سرور میں آتے ہیں تو تالیاں بجاتے ہیں لکھتے ہیں کہ حضرت ابن بنان وجد (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان آلات میں سب سے زیادہ غلیظ شئے "شبابہ" ہے جو اصلاً مزامیر کی ہی ایک قسم ہے۔ ایک حدیث جسے سلیمان بن موسیٰ نے حضرت نافع سے روایت کیا ہے۔ یوں مروی ہے:

"میں ابن عمرؓ کے ساتھ ایک راستہ میں (جا رہا) تھا، (ہم نے راستہ میں) مزامیر کی آواز سنی تو (آپؓ نے) وہ راستہ بدل دیا، اور اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں داخل کر لیں (اور مجھ سے) پوچھا کہ اے نافع! کیا (اب بھی تمہیں وہ آواز) سنائی دیتی ہے؟ کیا تم (اسے) سنتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، پھر آپؓ کچھ (دور اور) چلے اور پھر سوال کیا اے نافع! کیا (اب بھی) تم (وہ آواز) سنتے ہو؟ میں نے کہا نہیں، تب آپؓ نے اپنے ہاتھ اپنے کانوں سے نکالے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔"

اس حدیث کو خلالؒ نے اپنی "جامع" میں عن عوف بن محمد المصری عن مروان الطاطری عن سعید بن عبد العزیز عن سلیمان بن موسیٰ روایت کیا ہے۔ یہ حدیث بطریق عثمان بن صالح الانطاکی عن محمود بن خالد عن ابیہ عن المطعم بن المقدام عن نافع بھی مروی ہے۔[ٹ] جب امام احمدؒ سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا گیا، تو آپ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کرتے تھے اور حضرت ابو سعید الخ۔ از تالیاں بجاتے تھے (میں کہتا ہوں کہ) تالیاں بجانا برا اور منکر ہے جو طرب میں لاتا ہے اور اعتدال سے باہر کر دیتا ہے۔ اہل عقل ایسی باتوں سے دور رہتے ہیں، اور ایسا کرنے والا مشرکین کے مشابہ ہے، جیسا کہ ان کا فعل بیت اللہ کے پاس آکر تالیاں بجانا تھا۔ اسی کی مذمت اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے: مَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَاءً وَّتَصْدِيَةً (امام ابن الجوزیؒ) نے کہا کہ نیز اس میں عورتوں سے مشابہت ہے اور عاقل آدمی اس بات سے پرہیز کرتا ہے کہ وقار کو چھوڑ کر مشرکین اور عورتوں کی حرکتیں کرے۔" (ایضاً ص ۲۲۵) ابن عقیلؒ سے ان لوگوں کے وجد کرنے اور کپڑے پھاڑنے کے بارے میں پوچھا گیا، تو جواب دیا کہ خطاء ہے حرام ہے۔" (ایضاً ص ۲۲۹) امام ابن الجوزی فرماتے ہیں: "یہ طرب اور سرور جس کو اہل تصوف وجد کہتے ہیں۔ اگر اس میں صادق ہیں، تو طبیعت پر نشہ غالب ہو گیا اور اگر کاذب ہیں تو باوجود ہوش میں ہونے کے مال ضائع کرتے ہیں۔ بہر حال دونوں صورتوں میں سلامتی نہیں اور شک و شبہ کے مقام سے بچنا واجب ہے۔" (ایضاً ص ۲۲۹)

ٹ اس حدیث کو ابو داؤدؒ نے اپنی "سنن" میں اور ابو بکر الخلال نے اپنی "جامع" میں بوجوہ متعددہ روایت کیا ہے۔ امام احمدؒ

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن مسعودؓ کا قول ہے:

"الغناء ينبت النفاق في القلب" [۱]

"یعنی غناء دل میں نفاق کو اگاتا ہے۔"

غناء و سماع

حاشیہ گزشتہ صفحہ سے

ناراض کرتا ہے۔" یزید بن ولید نے کہا: "اے بنی امیہ! تم غناء سے دور رہو، کیونکہ غناء شہوت کو بڑھاتا ہے اور آدمیت کی بنیاد ڈھاتا ہے۔ شراب کا قائم مقام ہے اور نشہ کا عمل کرتا ہے۔" امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں: "غناء اعتدال سے خارج کر دیتا ہے اور عقل میں تغیر لاتا ہے۔ توضیح اس کی یہ ہے کہ انسان جب طرب و نشاط میں آتا ہے تو باوجود صحت ہوش و حواس کے ایسی حرکتیں کر گزرتا ہے، جو بُری معلوم ہوتی ہیں مثلاً سر ہلانا، تالی بجانا، زمین پر پاؤں پٹکنا وغیرہ جو رکیک عقل والے کرتے ہیں اور راگ ایسی حرکتوں کا باعث ہوتا ہے۔ الخ" ابو عبداللہ بن بطہ عکبریؒ بیان کرتے ہیں: "مجھ سے ایک شخص نے غناء سننے کی نسبت سوال کیا میں نے اس کو منع کیا اور بتایا کہ غناء کو علماء بُرا سمجھتے ہیں اور بے وقوف لوگ اچھا جانتے ہیں۔ ایک گروہ اس حرکت کے مرتکب ہیں جن کو صوفیاء کہتے ہیں۔ اہل تحقیق نے ان کا نام احمق، بُرے لوگ، کم ہمت والے، بدعت کے طریقوں والے، رکھا ہے یہ لوگ زہد کا اظہار کرتے ہیں اور ان کی سب باتیں تیرہ دلی کی ہیں۔ امید و بیم سے آزاد ہو کر شوق و محبت کا جھوٹا دعوےٰ کرتے ہیں۔ نامردوں اور عورتوں کا گانا سن کر طرب میں آجاتے ہیں، تالیاں بجاتے ہیں۔ بیہوش اور مردہ بن جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شدت محبت اور کثرت شوق میں ان کا یہ حال ہو گیا ہے۔ نعوذ باللہ" اور امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں: "غناء میں بعض خواص مضمر ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ غناء دل کو لہو میں مشغول کرتا ہے۔ اس کو فہم قرآن اور اس پر تدبر کرنے نیز اس پر عمل کرنے سے روکتا ہے۔ قرآن اور غناء ایک دل میں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے، کیونکہ یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ قرآن اتباع ہویٰ سے روک کر شائستگی، وقار اور عفت کا حکم دیتا ہے۔ برخلاف اس کے غناء ان باتوں کا حکم دیتا ہے جو اس کے خلاف ہوں، ان کی تحسین کرتا اور نفوس کو شہوات کی جانب مائل کرتا ہے۔ بعض عارفین کا قول ہے کہ سماع کسی قوم میں نفاق، عناد، تکذیب، الحاد، غیر محرم عورتوں سے عشق اور فواحش کو پسندیدہ بنا دیتا ہے، دل پر قرآن کو اس طرح بھاری کر دیتا ہے کہ اس کی تلاوت اور اس کے سننے سے کراہت پیدا ہوتی ہے۔ اس بات کا راز یہ ہے کہ بے شک غناء شیطان کا قرآن ہے۔ چنانچہ غناء اور رحمٰن کا قرآن ایک دل میں کس طرح جمع ہو سکتے ہیں۔" وغیرہ۔ (تفصیل کے لئے تلبیس ابلیس لابن الجوزیؒ مترجم ۳۰۲-۳۰۶ عون المعبود لعظیم آبادیؒ ج ۴ صفحہ ۴۳۵-۴۳۶ اور اغاثۃ اللہفان لابن قیمؒ" دیکھو کی طرف رجوع فرمائیں۔

[۱] اس حدیث کو عبداللہ بن مسعودؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس کی تخریج امام ابوداؤد نے اپنی "سنن" (مع عون المعبود ج ۴، ص ۴۳۵) میں اور ابن ابی الدنیاؒ نے "ذم الملاہی" (حدیث ۱۲، ۱۳) میں مرفوعاً و موقوفاً

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزشتہ صفحہ سے بقیہ حاشیہ

بہر دو طرح کی ہے۔ علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں: "دیلمیؒ نے اس کی تخریج بطریق مسلمہ بن علی حدثنا عمر مولیٰ غفرۃ عن انس مرفوعاً اس طرح کی ہے: "اَلْغِنَاءُ یُوْرِثُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ الْقُرْآنَ وَالذِّکْرَ لَیُنْبِتَانِ الْاِیْمَانَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الْعُشْبَ" امام ابن حجرؒ نے اس کی تخریج کو امام بیہقیؒ اور ابوداؤدؒ کی طرف منسوب کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "اس کو بیہقیؒ نے بھی موقوفاً روایت کیا ہے اور اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ سے بھی ایک حدیث مروی ہے جس کو ابن عدی سے روایت کیا ہے۔" حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث کی تخریج دیلمیؒ نے بھی ان الفاظ کے ساتھ کی ہے: "حُبُّ الْغِنَاءِ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الْعُشْبَ" علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے "جامع الصغیر" میں ابن مسعود والی حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ امام سیوطیؒ نے اس حدیث کو اس طرح بھی روایت کیا ہے "اَلْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ" اس کی تخریج امام بیہقی نے حضرت جابرؓ سے کی ہے لیکن امام سیوطیؒ نے اس کے ضعف کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ علامہ مناوی فرماتے ہیں: "اس کو ابن عدیؒ نے ابوہریرہؓ سے اور دیلمیؒ نے انسؓ سے روایت کیا ہے۔ ابن قطان فرماتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ علامہ زرکشیؒ نے اس قول کی توقیر کی ہے۔ علامہ عراقی فرماتے ہیں اس کو مرفوع کرنا غیر صحیح ہے کیونکہ اس کی اسناد میں مجہول الاسم رواۃ موجود ہیں۔ علامہ مناوی مزید فرماتے ہیں: "اس کی اسناد میں علی بن حماد ہے جسے دارقطنی نے متروک بتایا ہے۔ ایک دوسرا راوی عبداللہ بن عبدالعزیز بن ابی رواد ہے جس کے متعلق ابوحاتم کا قول ہے کہ اس کی احادیث منکر ہوتی ہیں اور ابن جنید کا قول ہے کہ وہ ایک کوڑی کے برابر بھی نہیں ہے۔ اس کا تیسرا راوی ابن طہمان یعنی ابراہیم بن طہمان مختلف فیہ ہے۔" علامہ عبدالقادر احمد عطا مرحوم فرماتے ہیں: "ابن مسعودؓ سے اس کا مرفوعاً کے مقابلہ میں موقوفاً روایت کرنا زیادہ صحیح ہے۔ ابن صصریؒ نے 'امالی' میں ابن مسعودؓ سے اس کی تخریج تھوڑے مختلف الفاظ کے ساتھ یوں کی ہے: "اِیَّاکُمْ وَسِمَاعَ الْمَعَازِفِ وَالْغِنَاءِ فَاِنَّهُمَا یُنْبِتَانِ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ" علامہ محمد اسماعیل عجلونیؒ فرماتے ہیں کہ "ابن الخرس کا قول ہے کہ ابوحامد الغزالیؒ نے اسے فضیل بن عیاضؒ کی طرف منسوب کیا ہے۔" حافظ ابن قیمؒ "اغاثۃ اللہفان" میں فرماتے ہیں: "اس حدیث کو ابن ابی الدنیاؒ نے اپنی کتاب "ذم الملاہی" میں ابن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن اس کا موقوفاً روایت کرنا زیادہ صحیح ہے

مزید تفصیل کے لئے اسنی المطالب للحوت بیروتی ص ۱۲۱، کتاب الادب والزہد ص ۲۵۴، جامع الصغیر للسیوطی، حدیث ۵۰۰۹، ۵۰۱۰، ضعیف الجامع الصغیر للالبانی حدیث ۳۹۴۰، ۳۹۴۱، جامع الکبیر حدیث ۱۱۳۸۳، ۱۱۳۸۴، مقاصد الحسنۃ للسیوطیؒ ح ۲۹۶، تمییز الطیب للشیبانیؒ ص ۱۲۶، کشف الخفاء عجلونی ج ۲ ص ۱۰۳ - ۱۰۴، تخریج مشکاۃ المصابیح للالبانی حدیث ۴۸۱۰، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی حدیث ۲۴۳۰، الاسرار المرفوعۃ للقاری ص ۱۶۳

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: "یہ سلیمان بن موسیٰ عن نافع عن ابن عمر مروی ہے۔

مزامیر کی تحریم کے سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر مبالغہ فرمایا کہ اس کی آواز سن کر اپنے گوشِ مبارک بند فرما لیتے اور وہ راستہ بھی بدل دیا (جیسا کہ اوپر حدیث میں بیان ہوچکا ہے) وہاں ہاتھ پر ہاتھ باندھ کر کھڑے مزامیر کی آواز سنتے نہ رہے اور کیونکہ شبابہ و طنبورہ مزامیر ہی کی قسم ہے بلکہ اس سے زیادہ اغلظ شئے ہے کیونکہ اس کی آواز میں جو تاثیر اور برائیاں پوشیدہ ہیں وہ مزامیر کی آوازیں نسبتاً کم ہیں، اور علمائے حق میں سے کسی کا مزامیر کی رخصت بیان کرنا ہم تک نہیں پہنچا ہے۔ پس شبابہ و طنبورہ پر بھی اسی حکم کا اطلاق ہوگا جو مزامیر کے بارے میں ہے۔

غناء کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ اہلِ مدینہ اس کی رخصت دیتے ہیں جبکہ اکثر اہلِ علم اس معاملہ میں ان کے خلاف[۱۱] ہیں اور ان کی رخصت کے عیوب بیان کرتے ہیں۔ عبداللہ

بقیہ حاشیہ، گزشتہ صفحہ سے:

نے بھی اپنی مسند احمد ج ۲، ص ۸، ۳۸ میں اس کی تخریج باسناد حسن کی ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے "مجموع الفتاویٰ" ج ۳۰، ص ۲۱۳ میں اس کو ذکر کیا ہے۔ لیکن امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ: "یہ حدیث منکر ہے"۔ شارح سنن ابوداؤد علامہ ابی الطیب شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں: "اس کی نکارت کا سبب معلوم نہ ہوسکا۔ کیونکہ اس حدیث کے تمام رواۃ ثقہ ہیں۔ نیز یہ روایت اس باب میں وارد ثقات کی عمومی روایات کے خلاف بھی نہیں ہے۔" (عون المعبود، ج ۴، ص ۴۳۴) علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے "تخریج المشکاۃ" میں حدیث ۴۸۱۱ کے تحت اس پر کلام کیا ہے۔

[۱۱] علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ اور علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ "آلاتِ ملاہی کے ساتھ اور آلاتِ ملاہی کے بغیر غناء سننے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ جمہور اس کی تحریم کی طرف گئے ہیں، لیکن اہلِ مدینہ اور ان کی موافقت کرنے والے علمائے ظاہر اور صوفیہ کی جماعت نے سماعِ غناء اور عود وغیرہ بجانے کی رخصت فرمائی ہے" (نیل الاوطار للشوکانی و عون المعبود للعظیم آبادی ج ۴، ص ۴۳۴) علامہ شوکانی نے اس ضمن میں ہر دو فریق کے تمام دلائل کو مفصل طور پر ذکر کیا ہے اور بحث کے اختتام پر فرماتے ہیں: "ان تمام دلائل کے مطالعہ سے کم از کم یہ تو پتہ چلتا ہے کہ یہ فعل محلِ نزاع ہے۔ اگر یہ حرام نہ ہو تو بھی اشتباہ کے دائرے سے خارج نہیں ہے۔" (ایضاً) غناء کے بارے میں ابن قدامہؒ نے امام مالک کا مسلک اپنے فتوے میں آگے بیان کیا ہے، جو مختصراً اس طرح ہے: "عبداللہ بن احمد نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ اسحٰق بن عیسیٰ نے بتایا کہ میں نے مالک بن انس سے اس غناء کی نسبت سوال کیا، جس کی اہلِ مدینہ اجازت دیتے ہیں، تو آں رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ یہ فعل فاسقوں

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزشتہ صفحہ سے حاشیہ

کا ہے۔ ابوبکر الطرطوشیؒ اپنی کتاب تحریم السماع کے خطبہ میں اور ابوالطیب طبری بیان کرتے ہیں: "امام مالکؒ نے راگ اور اس کے سننے سے منع کیا ہے اور کہا کہ اگر کسی لونڈی کو خریدا اور اس کو گانے والی پایا تو اس عیب کی وجہ سے اس کا مشتری کو لوٹا دینا جائز ہے۔" (کذا فی اغاثۃ اللہفان لابن قیم و تلبیس ابلیس لابن الجوزیؒ مترجم ص ۲۹۹ و عون المعبود للعظیم آبادی ج ۴، ص ۴۳۲) غناء کے بارے میں امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کی بابت علامہ شمس الحقؒ فرماتے ہیں: "ابوحنیفہؒ غناء کو مکروہ اور گناہ قرار دیتے ہیں اور یہی مذہب تمام اہل کوفہ یعنی سفیان الثوریؒ، حمادؒ، ابراہیمؒ اور شعبیؒ وغیرہ کا بھی ہے۔ اس کے مکروہ اور ممنوع ہونے کے بارے میں اہل بصرہ کے مابین بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔" (ایضاً) امام شافعیؒ اپنی کتاب "ادب القضاء" میں فرماتے ہیں: "غناء بے شک لہو، مکروہ اور باطل چیز کے مشابہ ہے۔" آپ کے اصحاب جو آپ کے مسلک سے بخوبی واقف ہیں مثلاً قاضی ابی الطیب طبریؒ اور ابن الصباغ وغیرہ نے اس کی تحریم کی صراحت کی ہے اور جس نے ان کی نسبت اس کی حلت بیان کی ہے، انکار کیا ہے۔ حسن بن عبدالعزیز الجرویؒ بیان کرتے ہیں: "میں نے محمد بن ادریس الشافعیؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں عراق میں ایک چیز چھوڑ آیا ہوں جسے زندیقوں نے نکالا ہے اور اس کا نام تغبیر رکھا ہے۔" ابن الجوزی بیان کرتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے کتاب "ادب القضاء" میں قطعی طور سے کہا ہے کہ جو آدمی راگ سننے پر مداومت کرے اس کی شہادت مردود اور عدالت باطل ہے۔" (ایضاً) اور غناء کے متعلق امام احمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ ان کے زمانے کا غناء زہدیہ قصیدے تھے، جن کو لوگ الحان سے پڑھتے تھے، لیکن غناء کے متعلق ان کے فرزند عبداللہ ان رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ "غناء دل میں نفاق اگاتا ہے، مجھ کو اچھا معلوم نہیں ہوتا۔" اسماعیل بن اسحاق ثقفیؒ روایت کرتے ہیں کہ امام احمدؒ سے کسی شخص نے قصیدے سننے کی بابت سوال کیا، تو آپ نے جواب دیا "میں اس کو مکروہ سمجھتا ہوں، یہ بدعت ہے۔ ایسی مجلس میں نہ بیٹھنا چاہیئے۔" (ایضاً) قاسم بن محمد سے کسی نے غناء کے متعلق پوچھا تو آپ نے جواب دیا: "میں تم کو غناء سے منع کرتا ہوں اور تمہارے لئے برا جانتا ہوں۔" وہ بولا "کیا بھلا غناء بھی حرام ہے؟" قاسمؒ نے کہا: "اے برادر زادے! جب اللہ تعالیٰ نے حق و باطل میں تمیز کر دی، تو غناء کو کس میں داخل رکھو گے۔" شعبی نے فرمایا کہ "گانے والے اور گوانے والے دونوں پر لعنت ہے۔" ایسا ہی ایک حدیث میں مروی بھی ہے، لیکن امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ علامہ سخاویؒ اور زرکشیؒ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے لیکن سیوطی نے سکوت اختیار کیا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں اسنی المطالب لحوت صـ ۲۵۰، مقاصد الحسنہ للسخاوی صـ ۲۴۵، تمیز الطیب للشیبانیؒ صـ ۱۴۷، کشف الخفاء للعجلونیؒ ج ۲ صـ ۱۰۶، اسرار المرفوعہ للقاریؒ صـ ۱۸۵، مصنوع حدیث ۲۴۰ اور درر المنتثرہ السیوطیؒ حدیث ۴۳۰ وغیرہ۔ ابوحفص عمر بن عبیداللہ ادمیؒ نے بیان کیا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو تحریر کیا کہ "تمہاری تعلیم میں سے پہلا عقیدہ ان لوگوں کا یہ ہونا چاہیئے کہ لہو کی چیزوں سے سخت نفرت رکھیں۔ لہو کی چیزوں کا آغاز شیطان کی طرف سے ہے اور انجام اس کا خدا کی ناراضی ہے میں نے علمائے ثقات سے سنا ہے کہ باجوں کی محفل میں جانا اور غناء کا سننا اور ان کا دلدادہ رہنا دل میں نفاق اگا دیتا ہے جس طرح گھاس کو پانی اگاتا ہے۔" فضیل بن عیاض کا قول ہے: "غناء زنا کا منتر ہے۔" ضحاک کا قول ہے: "غناء دل کو خراب اور رب کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت تشدد رویہ رکھتے تھے۔[1] امام احمدؒ نے آل رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے اس رویہ کے متعلق ذکر کیا ہے، لیکن خود اس فعل کی موافقت میں نہیں گئے ہیں[2]۔ کیونکہ سنت میں اس کی رخصت وارد ہے، جو مستحق اتباع ہے۔ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ، جو ایک عید کے موقع پر "انبار" نامی مقام پر موجود تھے، سے مروی ہے:

"کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ تقلیس کرتے ہیں؟ وہ عہد رسالت میں بھی اسی طرح تقلیس کیا کرتے تھے۔"

زید بن ہارونؒ فرماتے ہیں:

"تقلیس کا معنی دف بجانا ہے۔"

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر قبیلہ بنی نجار کے جوار میں ہوا، تو وہاں قبیلہ کی عورتیں "دف" بجا کر یہ اشعار پڑھ رہی تھیں ؎

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ ... وَحَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

پس فرمایا:

"اللّٰهُ يَعْلَمُ إِنِّي أُحِبُّكُمْ"[3]

---

[1] امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ: "تابعین کی ایک جماعت دفوں کو توڑ دیا کرتی تھی۔ حالانکہ اس وقت ایسے دف نہ تھے جیسے آجکل ہیں۔ حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ "پیغمبروں کی سنت میں سے دف کسی چیز میں داخل نہیں ہے۔ ابوعبید قاسم بن سلام نے کہا کہ صوفیاء میں سے جو دف کو جائز رکھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجت لاتے ہیں وہ خطا پر ہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ نکاح کا اعلان ہو، سب میں اس کا شور مچ جاتے اور لوگوں میں اس کا چرچا ہونے لگے۔" (تلبیس ابلیس لابن الجوزیؒ مترجم، ص ۳۰۸)

[2] مسائل امام احمد روایۃ ابن ہانی النیسابوری، بتحقیق استاذ زہیر الشاویش، ج ۲، ص ۴۷، المطبع المکتب الاسلامی بدمشق۔

[3] اس کی تخریج امام حاکم نے بطریق اسحٰق بن ابی طلحہ عن انس رضی اللہ عنہ کی ہے، لیکن امام ترمذیؒ نے اس کو حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس پر "حسن صحیح غریب" ہونے کا حکم لگایا ہے۔ تفصیل کے لئے تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ، فتح الباری لابن حجر ج ۲، ص ۲۶۱-۲۶۲ اور تخریج مشکوٰۃ المصابیح للالبانی حدیث ۶۰۳۹ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔ ایک اور حدیث میں مروی ہے

باقی اگلے صفحہ پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ :

بانذری
" ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالےٰ نے آپ کو سلامت رکھا ، تو میں (غزوہ سے واپسی پر) آپ کے استقبال میں دف بجاؤں گی ۔ " آپ نے فرمایا : " اگر تو نے یہ نذر مانی تھی ، تو ایسا کر ، ورنہ نہیں ۔ "[2]

حدیث میں یہ یا اس سے ملتے جلتے الفاظ مروی ہیں :

فی الجملہ آپ نے لاعب دف کے لئے اگرچہ اس کی رخصت فرمائی ہے ، لیکن ہمارا اعتقاد یہی ہے کہ یہ بھی لہو و لعب ہے ، پس جو شخص اس کو دین بنا لے یا اسے اور غناء کے استماع کو اللہ سبحانہٗ کی قربت اور اس تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھے ، تو وہ ہرگز اس دھوکہ میں نہ رہے

گزشتہ صفحہ سے حاشیہ

کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں قدم فرمایا تو وہاں کے بچے اور بچیاں اور عورتیں یہ اشعار پڑھ رہی تھیں کہ طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا ۔ مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ ۔ وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا ۔ مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ ۔ ابو حامد غزالی اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد رقمطراز ہیں کہ : " عورتیں اور لڑکیاں ان اشعار کو خوش الحانی سے گا رہی تھیں اور ساتھ میں دف بجا رہی تھیں ۔ " لیکن اس کی کوئی اصل نہیں ہے ۔ جیسا کہ حافظ عراقی نے تخریج الاحیاء میں اشارہ کیا ہے : " وَلَیْسَ فِیْہِ ذِکْرُ الدُّفِّ وَالْاَلْحَانِ کَمَا اَوْرَدَہُ الْغَزَالِیُّ ۔ " فی نفسہٖ یہ دوسری روایت بھی " ضعیف " بلکہ ابن حجر عسقلانی ؒ کے الفاظ میں " معضل " ہے ۔ اس کی تخریج ابو سعید نے " شرف المصطفیٰ " میں ابو الحسن الخلعی ؒ نے فوائد " ج ۲ ، ص ۵۹ " میں اور امام بیہقی ؒ نے " دلائل النبوۃ " ج ۲ ص ۲۳۳ میں کی ہے ۔ حافظ عراقی ؒ نے تخریج الاحیاء ج ۲ ، ص ۲۴۴ میں ۔ ابن کثیر ؒ نے اپنی تاریخ ج ۵ ، ص ۲۳ میں ۔ ابن الجوزی ؒ نے تلبیس ابلیس (ص ۲۵۱ (عربی تحقیق خیر الدین وائلی) میں ۔ ابن قیم ؒ نے زاد المعاد ج ۳ ، ص ۱۳ میں ۔ خضری نے نور الیقین ص ۱۸ میں ۔ ابن تیمیہ ؒ نے احادیث القصاص ص ۶۳ ، ۶۴ میں ۔ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری ، ج ۷ ، ص ۲۶۲ ۔ اور محمد ناصر الدین الالبانی نے سلسلۃ احادیث الضعیفہ والموضوعہ ، ج ۲ ، ص ۶۳ پر اس کو وارد کیا ہے ۔

ﹰ[2] اس حدیث کو ابن حبان ؒ نے اپنی " صحیح " میں ۔ ابو داؤد ؒ نے اپنی " سنن " میں ۔ ترمذی ؒ نے اپنی " جامع " میں اور امام احمد ؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے ۔ ابن قطان ؒ کا قول ہے کہ : " میرے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے ۔ اور اس کے ضعف کا سبب علی بن حسین بن واقد ہے ۔ لیکن ابو داؤد کی سند میں یہ راوی موجود نہیں ہے ۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو : سنن ابو داؤد ؒ مع عون المعبود ، ج ۳ ، ص ۲۲۵ ۔ جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ، ج ۴ ، ص ۲۱۶ ۔ ۲۱۷ ۔ اور مسند احمد ؒ ، ج ۵ ۔ ص ۳۵۳ ۔ ۳۵۶ ۔ وغیرہ ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکحول کا قول ہے:

"جو شخص اس حالت میں مرے کہ اس کے پاس کوئی مغنیہ ہو تو اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے۔"

معمرؒ کا قول ہے کہ:

"اگر کوئی شخص سماع یعنی غناء کے متعلق اہلِ مدینہ کے اقوال کو اپنائے، متعہ اور صرف کے متعلق اہلِ مکہ کے قول کو لے اور مسکرات کے متعلق اہلِ کوفہ کے قول کو دلیل بنائے، تو یقیناً وہ شَرّ عِبَادِ اللّٰہِ بن جائے گا۔" [۲۱]

جب حضرت مالک بن انسؒ سے اہلِ مدینہ کے نزدیک غناء کی رخصت کے متعلق سوال کیا گیا، تو آں رحمہ اللہ نے فرمایا:

"ہمارے نزدیک یہ فعل فاسقوں کا ہے۔" [۲۲]

ابراہیم بن المنذر الحزامی سے بھی غناء کے متعلق ایسا ہی منقول ہے۔ پس غناء ہر حال میں مکروہ اور دین داروں کی شان سے خارج ہے۔ مساجد میں اس کا اہتمام کرنا قطعاً ناجائز ہے۔ [۲۳] کیونکہ مساجد ان مقاصد کے لئے ہرگز نہیں ہوتیں بلکہ ان کی صیانت اور وقار

گزشتہ صفحہ سے حاشیہ

درر المنتشرہ للسیوطیؒ حدیث ۳۰۷۔ تذکرۃ الموضوعات للزرکشیؒ ص ۹۳۔ فوائد المجموعہ للشوکانیؒ ص ۲۵۳۔ ذم الملاہی لابن ابی الدنیاؒ حدیث ۱۲، ۱۳۔ فیض القدیر للمناویؒ ج ۴، ص ۴۱۳۔ نیل الاوطار للشوکانیؒ ج ۸، ص ۹۸۔ کف الرعاع لابن حجرؒ ہذا حلال وہذا حرام للعطارؒ ص ۲۰۴۔ الممتاز علی المختار للسمہودیؒ ص ۱۵۴، ۱۵۵۔ احیاء العلوم الدین للغزالی، ج ۲، ص ۲۸۳۔ تلبیس ابلیس لابن الجوزیؒ مترجم ص ۳۰۳۔ سنن ابو داؤدؒ مع عون المعبود للعظیم آبادی، ج ۴، ص ۴۳۵-۴۳۶، تلخیص الحبیر لابن حجرؒ، ج ۴ ص ۱۹۹، اور اغاثۃ اللہفان لابن القیمؒ کی طرف رجوع فرمائیں۔

[۲۱] عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں: "میں نے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ قطان کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص ہر رخصت پر عمل کرنے لگے یعنی اہلِ کوفہ کی نبیذ کے بارے میں، اہلِ مدینہ کی سماع کے بارے میں اور اہلِ مکہ کی متعہ کے بارے میں تو وہ یقیناً فاسق ہو جائے گا۔" اسی طرح سلیمان التیمیؒ فرماتے ہیں: "اگر تو تمام دنیا کی رخصت یا ذلت کو اپنانے لگے، تو تیرے اندر تمام شر جمع ہو جائے گا۔" (کذا فی اغاثۃ اللہفان لابن القیمؒ و عون المعبود للعظیم آبادیؒ، ج ۴ ص ۴۳۴ وغیرہا)

[۲۲] کذا فی اغاثۃ اللہفان لابن قیمؒ و عون المعبود للعظیم آبادیؒ، ج ۴، ص ۴۳۴۔

[۲۳] وکذا فی تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ، ج ۲، ص ۱۷۰ وغیرہا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا تحفظ ہر مسلمان پر واجب ہے پس وہ چیز جو فساق کا شعار ہے اور نفاق کو اگانے والی ہے وہاں کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟

جہاں تک "دف" کا تعلق ہے، تو وہ ان خصال کی سب سے سہل شئے ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بر موقع نکاح اس کے بجانے کا حکم دیا ہے۔[24] نکاح کے علاوہ بعض دوسرے مواقع (مثلاً عید اور اعلان جنگ وغیرہ) کے لئے بھی اس کی رخصت ہے۔ میرے نزدیک اس کی تحریم واضح نہیں ہے بجز اس کے کہ اس کا بجانے والا اگر مرد ہے، تو وہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے اور اگر کوئی مرد کسی بھی طرح عورتوں کی مشابہت اختیار کرے، تو اس کے لئے ایسا کرنا حرام ہے۔[25] یا اگر "دف" میت کے قریب بجایا جائے کیونکہ یہ قضائے الٰہی کے ساتھ غصہ و غضب اور اس کے ساتھ محاربت کا اظہار ہے اگر "دف" کا بجانا ان دونوں قباحتوں سے پاک ہو، تو کسی بھی حال میں اسے بجانے میں مجھے کوئی حرام چیز نظر نہیں آتی۔

(جاری ہے)

---

[24] یہاں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِعْلِنُوْا ھٰذَا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْہُ فِی الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَیْہِ بِالدُّفُوْفِ" (جامع ترمذیؒ مع تحفۃ الاحوذی ج ۲، ص ۱۷۰) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نکاح کا اعلان کرو، اس کو مساجد میں منعقد کرو اور اس موقع پر دف بجاؤ۔" لیکن اس حدیث کے متعلق خود امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: "یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس کی اسناد میں راوی عیسٰی بن میمون ضعیف ہے۔ رواۃ پر جرح اور تضعیف حدیث کی تفصیل کے لئے راقم کے مضمون "شادی بیاہ کی تقریبات کی ضمن میں ایک اصلاحی تحریک کا جائزہ" (طبع در ماہنامہ "محدث" لاہور، ج ۱۷، عدد شمار ۹-۱۱- بمطابق ماہ مئی تا جولائی ۱۹۸۰ء) کی طرف رجوع فرمائیے۔ نکاح اور ولیمہ کے موقع پر دف بجانے کی رخصت بعض اور کتب احادیث میں بھی مروی ہے۔ مثلاً صحیح بخاریؒ مع فتح الباری، ج ۹، ص ۲۰۲۔ جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی، ج ۲، ص ۱۷۰۔ سنن نسائیؒ مع تعلیقات سلفیہ ج ۲، ص ۸۰۔ سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب ۲۱۔ مسند احمدؒ، ج ۳، ص ۴۱۸، ج ۴ ص ۷۷۔ مسند طیالسیؒ حدیث ۱۲۲۱۔ سنن الکبرٰی للبیہقیؒ، ج ۷، ص ۲۹۰۔ مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج ۴، ص ۲۸۸ وکذا فی المغنی لابن قدامہ ج ۶، ص ۵۳۸ وغیرہ

[25] وکذا فی تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ، ج ۲، ص ۱۷۰۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ